

خوفِ خدا اور فکرِ آخرت

جناب ارمغان ارمان

سیدی و مرشدی حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر نور اللہ مرقدہ نے اپنے مرشد حضرت شیخ عبدالغنی پھولپوریؒ کی اثباتِ قیامت کی تقریر کو نظم میں فرمایا تھا، جس کا آخری شعر یہ ہے:

قیامت کا دن منتہائے عمل ہے
جزائے عمل ہے سزائے عمل ہے

ان سادہ الفاظ میں جو جامعیت و نصیحت ہے وہ نظیر من الشمس ہے، یعنی دل میں خوفِ خدا اور دنیا سے بے رغبتی پیدا کر کے روزِ قیامت کی تیاری کے لیے فکرِ آخرت پیدا کرنا ہے۔ حضور نبی کریم رحمۃ اللعالمینؐ نے ارشاد فرمایا کہ:

”آنکھوں کو بھی عبادت کا حصہ دو، یعنی قرآن میں دیکھو اور اس میں غور و تدبر کرو اور اس کے عجائبات سے درسِ عبرت لو“۔ (صحیح لابن حبان بروایت ابی سعید، کنز العمال اردو مترجم: ۱/۳۲۳، رقم الحدیث: ۲۲۶۲)

امام التابعین حضرت حسن بصریؒ کہتے ہیں کہ:

”پہلے لوگ قرآن شریف کو اللہ تعالیٰ کا فرمان سمجھتے تھے، رات بھر اس میں غور و تدبر کرتے تھے اور دن کو اس پر عمل کرتے تھے اور تم لوگ اس کے حروف اور زیروزبر تو بہت درست کرتے ہو، مگر اس کو فرمانِ شاہی نہیں سمجھتے، اس میں غور و تدبر نہیں کرتے۔ (فضائل قرآن مجید، زیر حدیث نمبر: ۱۹)

البتہ خود سے غور و تدبر کرنے کی بجائے علمائے کرام سے اس کا طریقہ پوچھنا چاہیے اور سیکھنا چاہیے، تاکہ خود ساختہ طریقے پر چلنے سے گمراہی میں مبتلا نہ ہو جائے، کیونکہ کلامِ پاک کے معنی کے لیے جو شرائط و آداب ہیں ان کی رعایت بھی ضروری ہے۔ اور ایک جگہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:

”افسوس اس شخص پر جس نے یہ آیت پڑھی.....: ”إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَاخْتِلَافِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ لَآيَاتٍ لِّأُولِي الْأَلْبَابِ“۔ (آل عمران: ۱۹۰) ”بے شک آسمانوں

اور زمین کی پیدائش اور رات و دن کے بدل بدل کر آنے جانے میں عقل والوں کے لیے نشانیاں ہیں..... لیکن اس میں کچھ غور و فکر نہ کیا۔‘ (کنز العمال اردو مترجم: ۱/۳۵۱، رقم: ۲۵۷۶)

اس آیت پر حضور ﷺ کا ایک واقعہ بھی منقول ہے، ملاحظہ ہو:

حضرت عبید بن عمیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ آپ نے حضور ﷺ کی سب سے زیادہ عجیب بات جو دیکھی ہو، وہ ہمیں بتادیں۔ پہلے تو وہ خاموش ہو گئیں، پھر فرمایا: ایک رات حضور ﷺ نے فرمایا: ’اے عائشہ! مجھے چھوڑو، آج رات میں اپنے رب کی عبادت کروں۔‘ میں نے عرض کیا: اللہ کی قسم! مجھے آپ کا قرب بھی پسند ہے اور جس کام سے آپ کو خوشی ہو وہ بھی پسند ہے، چنانچہ حضور ﷺ اٹھے اور وضو کیا، پھر کھڑے ہو کر نماز پڑھنے لگے اور نماز میں روتے رہے اور اتاروئے کہ آپ ﷺ کی گود گیلی ہو گئی اور بیٹھ کر اتاروئے کہ آپ ﷺ کی داڑھی آنسوؤں سے تر ہو گئی، پھر سجدہ میں اتاروئے کہ زمین تر ہو گئی، پھر حضرت بلال رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کو نماز کی اطلاع دینے آئے، جب انہوں نے حضور ﷺ کو روتے ہوئے دیکھا تو عرض کیا: یا رسول اللہ! آپ رو رہے ہیں؟ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے اگلے پچھلے تمام گناہ معاف کر دیئے ہیں۔

حضور ﷺ نے فرمایا: تو کیا میں شکر گزار بندہ نہ ہوں؟ آج رات مجھ پر ایسی آیت نازل ہوئی ہے کہ جو آدمی اسے پڑھے اور اس میں غور و فکر نہ کرے، اس کے لیے ہلاکت ہے، وہ آیت یہ ہے: ’إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَآخْتِلَافِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ لَآيَاتٍ لِّأُولِي الْأَلْبَابِ‘۔ (آل عمران: ۱۹۰)

ترجمہ:..... ’بلاشبہ آسمانوں اور زمین کے بنانے میں اور رات و دن کے بدل بدل کر آنے جانے میں عقل والوں کے لیے نشانیاں ہیں۔‘ (اخرج ابن حبان فی صحیحہ، کذا فی الترغیب: ۳۳۲ بحوالہ حکایہ الصحابہ: ۱۵۰/۳، ۱۳۹)

حضور ﷺ پر بڑھاپے کے آثار قبل از وقت کیوں؟

مفسرین کرام فرماتے ہیں کہ قرآن پاک کے بنیادی مضمون تین ہیں:

۱:..... توحید، ۲:..... رسالت، ۳:..... قیامت۔

قرآن پاک میں کچھ سورتیں ایسی ہیں جن میں قیامت کی ہولناکیاں اور اگلی اقوام کے حالات وغیرہ کا ذکر ہے۔ مختلف احادیث میں ان سورتوں کی نشاندہی فرمائی گئی ہے۔ ان سب روایات کا خلاصہ یہ ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مثلاً حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ وغیرہ نے ریش مبارک میں بالوں کی سفیدی دیکھ کر انظارِ رنج کے ساتھ عرض کیا کہ: یا رسول اللہ! آپ بوڑھے ہو گئے؟ سید الانبیاء حضور سرور عالم ﷺ نے فرمایا کہ: مجھے سورہ ہود اور اس کی بہنوں یعنی دوسری چند سورتوں نے

ہر ایک آدمی کی رائے اس کے ذاتی تجربے کے مطابق ہوا کرتی ہے۔ (حضرت علیؑ)

بڑھاپے سے قبل ہی سفید بالوں والا یعنی بوڑھا کر دیا۔ (مستفاد از کنز العمال اردو مترجم)

ان سورتوں میں پچھلی قوموں پر نازل ہونے والے قہر الہی، مختلف قسم کے عذابوں، قیامت کے ہولناک واقعات اور ان کی منظر کشی، کفار و فجار کی سزا اور مؤمنین و متقین کی جزاء وغیرہ کا ذکر خاص انداز میں آیا ہے، اس لیے ان واقعات کے خوف و دہشت کی وجہ سے آپ ﷺ پر بڑھاپے کے آثار شروع ہو گئے۔

اسی طرح ایک حدیث میں آیا ہے کہ حضور اقدس ﷺ دولت کدہ سے تشریف لاتے ہوئے داڑھی مبارک پر ہاتھ پھیر رہے تھے، حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ مسجد میں تشریف فرما تھے، حضرت ابو بکرؓ نے یہ منظر دیکھا اور عرض کیا: یا رسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، کس قدر جلدی آپ پر بڑھاپا آ گیا ہے اور یہ کہہ کر رونے لگے اور آنسو جاری ہو رہے تھے۔ حضور ﷺ نے فرمایا: سورہ ہود جیسی سورتوں نے مجھے بوڑھا کر دیا ہے۔ (شمائل ترمذی مع اردو شرح خصائل نبوی، ص: ۴۳)

سورتوں کے نام

وہ سورتیں جن کا ذکر آپ ﷺ نے مختلف روایات میں فرمایا، وہ مندرجہ ذیل ہیں:

۱:..... ہود، ۲:..... الواقعة، ۳:..... الحاقۃ، ۴:..... المعارج، ۵:..... المومنان، ۶:..... النبأ،

۷:..... التکویر، ۸:..... العاشیة، ۹:..... القارعة. (کنز العمال اردو مترجم، ج: ۱، رقم الحدیث: ۲۵۸۶-۲۵۹۲، ۲۵۹۱-۲۵۹۶)

ان سورتوں کے علاوہ بھی اس طرح کی بہت سی سورتیں اور آیتیں ہیں، لیکن چونکہ درج بالا سورتوں میں اس موضوع کا خاص طور پر ذکر ملتا ہے، اس لیے ان کے نام لے کر بتائے گئے۔

ایک ہی رات میں بال سفید ہو گئے (ایک واقعہ)

علامہ مختصری کہتے ہیں: میں نے ایک کتاب میں دیکھا ہے کہ ایک شخص شام کے وقت بالکل سیاہ بال جوان تھا، ایک ہی رات میں بالکل سفید ہو گیا۔ لوگوں نے پوچھا، تو اس نے کہا کہ میں نے رات قیامت کا منظر دیکھا ہے کہ لوگ زنجیروں سے کھینچ کر جہنم میں ڈالے جا رہے ہیں، اس کی دہشت مجھ پر کچھ ایسی غالب ہوئی کہ اس نے ایک ہی رات میں مجھے اس حالت پر پہنچا دیا۔ اللہ اکبر! (شمائل ترمذی مع اردو شرح خصائل نبوی: ۴۴، ۴۳)

چند مخصوص آیات مبارکہ کا تذکرہ

خوف خدا اور فکرِ آخرت پر حضور اقدس ﷺ، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور علماء و مشائخ کے ایسے بے شمار واقعات ہیں کہ ایک ہی آیت کو پڑھتے رہے اور خوف و خشیت سے روتے رہے۔ اپنے موضوع (خوفِ خدا اور فکرِ آخرت) کی مناسبت سے صرف حضور سرور عالم ﷺ کے چند واقعات و ارشادات پر ہی اکتفا کرتا ہوں، جن میں مخصوص آیات قرآنیہ کا ذکر ہے:

اس آدمی کی نسبت تعجب ہے جو اپنی اہل کمال کا مالک نہیں، پھر وہ اپنی امیدیں کس طرح بڑھاتا ہے۔ (حضرت علیؑ)

۱:..... رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: ”سب سے زیادہ خوف زدہ کرنے والی آیت: ‘فَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ وَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَرَهُ’ ہے۔ (الزلزال: ۷، ۸).....“
 ”چنانچہ جس نے ذرہ برابر کوئی اچھائی کی ہوگی وہ اسے دیکھے گا اور جس نے ذرہ برابر کوئی برائی کی ہوگی وہ اُسے دیکھے گا۔“

سب سے زیادہ امیدرساں اور دل کو تقویت بخشنے والی آیت: ‘قُلْ يَا عِبَادِيَ الَّذِينَ أَسْرَفُوا عَلَىٰ أَنفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوا مِن رَّحْمَةِ اللَّهِ’ ہے۔ (الزمر: ۵۳).....“ کہہ دو کہ: اے میرے وہ بندو! جنہوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کر رکھی ہے، اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو۔“ (کنز العمال اردو مترجم: ۱/۳۵۰، رقم الحدیث: ۲۵۶۰)
 ۲:..... رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: ”میں تم پر ایک سورت (التکاشر) پڑھتا ہوں، جو اس پر رویا اس کے لیے جنت واجب ہوگی، پس جس کو روانہ آئے وہ رونے کی کوشش کرے۔“

(شعب الایمان بروایت عبد الملک بن عمیر، مرسل، کنز العمال اردو مترجم: ۱/۳۶۵، رقم الحدیث: ۲۷۱۵)
 اس سورت میں دنیا کی زندگی اور مال و دولت کو مقصد بنانے والوں کی مذمت کی گئی ہے، نیز مال کی بے ثباتی، روز قیامت اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کے بارے میں سوال ہونے اور جہنم سے ڈرایا گیا ہے۔
 ۳:..... نبی اکرم ﷺ ایک مرتبہ تمام رات روتے رہے اور صبح تک نماز میں یہ آیت تلاوت فرماتے رہے: ‘إِن تَعَذَّبْهُمْ فَإِنَّهُمْ عِبَادُكَ وَإِن تَغْفِرْ لَهُمْ فَإِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ’ (المائدہ: ۱۱۸)
 ترجمہ:.....“اگر آپ ان کو سزا دیں تو یہ آپ کے بندے ہیں اور اگر آپ ان کو معاف فرمادیں تو آپ زبردست ہیں، حکمت والے ہیں۔“

یعنی آپ ان کے مالک ہیں اور مالک کو حق ہے کہ بندوں کو ان کے جرائم پر سزا دے، اس لیے آپ اس کے بھی مختار ہیں، قدرت والے ہیں، معافی پر بھی آپ قادر ہیں، اس لیے اس کے بھی آپ مختار ہیں تو آپ کی معافی بھی حکمت کے موافق ہوگی، اس لیے اس میں بھی کوئی قباحت نہیں ہو سکتی، مطلب یہ کہ آپ دونوں حالت میں مختار ہیں، میں کچھ دخل نہیں دیتا۔ (بیان القرآن، زیر آیت ہذا: ۲۷۱، وحکایات صحابہ: ۳۶)

۴:..... حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ: حضور ﷺ نے ایک قاری کو یہ آیت پڑھتے ہوئے سنا: ‘إِنَّ لَدَيْنَا أُنْكَالًا وَجَحِيمًا’۔ (الزلزل: ۱۲) ترجمہ:.....“ہمارے یہاں بیڑیاں ہیں اور دوزخ ہے۔“
 یہ سن کر حضور ﷺ بے ہوش ہو گئے۔ (حیاء الصحابہ، ج: ۲، ص: ۶۸۸)

۵:..... حضرت عبد اللہؓ فرماتے ہیں کہ: حضور ﷺ نے مجھ سے فرمایا: مجھے قرآن پڑھ کر سناؤ، میں نے عرض کیا: میں آپ کو قرآن پڑھ کر سناؤں؟ حالانکہ قرآن تو خود آپ پر نازل ہوا ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا: میرا دل چاہتا ہے کہ میں دوسرے سے قرآن سنوں، چنانچہ میں نے سورہ نساء

پڑھنی شروع کر دی اور جب میں ’فَکَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِيدٍ وَجِئْنَا بِكَ عَلَى هَؤُلَاءِ شَهِيدًا‘ (نساء: ۴۱)..... ’پھر (یہ لوگ سوچ رکھیں کہ) اس وقت (ان کا) کیا حال ہوگا جب ہم ہر امت میں سے ایک گواہ لے کر آئیں گے اور (اے پیغمبر!) ہم تم کو ان لوگوں کے خلاف گواہ کے طور پر پیش کریں گے۔‘ پر پہنچا تو حضور ﷺ نے فرمایا: بس کرو! میں نے آپ ﷺ کی طرف دیکھا تو آپ ﷺ کی آنکھیں آنسو بہا رہی تھیں۔ (اخرجہ البخاری، کذا فی البدایہ: ۵۹/۶، بحوالہ حیاة الصحابہ: ۲/۶۹۳)

فائدہ: تمام انبیائے کرام علیہم السلام قیامت کے روز اپنی اپنی امتوں کے اچھے برے اعمال پر گواہی دیں گے اور آنحضرت ﷺ کو اپنی امت کے لوگوں پر گواہ بنا کر پیش کیا جائے گا۔ (آسان ترجمہ قرآن: ۱/۲۶۶)

یعنی جن لوگوں نے اللہ کے احکام دنیا میں نہ مانے ہوں گے، ان کے مقدمہ کی پیشی کے وقت بطور سرکاری گواہ کے انبیاء علیہم السلام کے اظہارات سننے جاویں گے، جو جو معاملات انبیاء علیہم السلام کی موجودگی میں پیش آئے تھے سب ظاہر کریں گے، اس شہادت کے بعد ان مخالفین پر جرم ثابت ہو کر سزا دی جاوے گی۔ (بیان القرآن، زیر آیت ہذا: ۱۷۶)

۶..... شرح السنۃ میں لکھا ہے کہ ایک صاحب کو خواب میں حضور ﷺ کی زیارت ہوئی، انہوں نے پوچھا: یا رسول اللہ! مجھے یہ حدیث پہنچی ہے کہ آپ نے ارشاد فرمایا ہے کہ سورہ ہود نے مجھے بوڑھا کر دیا، کیا بات ہے؟ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: اس میں ایک آیت ہے: ’فَأَسْتَقِمُّ كَمَا أُمِرْتُ‘ یعنی دین پر ایسے مستقیم رہو جیسا کہ حکم ہے اور ظاہر ہے کہ حکم کے موافق پوری استقامت بہت ہی مشکل امر ہے، اس لیے صوفیاء نے لکھا ہے کہ استقامت ہزار کرامتوں سے افضل ہے۔ (شمائل ترمذی مع اردو شرح خصائل نبوی: ۳۳)

۷..... حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی: ’أَفَمَنْ هَذَا الْحَدِيثِ تَعَجُّبُونَ وَتَضْحَكُونَ وَلَا تَبْكُونَ‘ (البقرہ: ۶۰، ۵۹)..... ’سو کیا (ایسی خوف کی باتیں سن کر بھی) تم لوگ اس کلام (الہی) سے تعجب کرتے ہو اور ہنستے ہو اور (خوفِ عذاب سے) روتے نہیں ہو۔‘

تو اصحابِ صفہ اتنا روتے کہ آنسو ان کے رخساروں پر بہنے لگے، حضور ﷺ نے جب ان کے رونے کی ہلکی ہلکی آواز سنی تو آپ ﷺ بھی ان کے ساتھ رو پڑے، آپ ﷺ کے رونے کی وجہ سے ہم بھی رو پڑے، پھر حضور ﷺ نے فرمایا: جو اللہ کے ڈر سے روئے گا وہ آگ میں داخل نہیں ہوگا اور جو گناہ پر اصرار کرے گا وہ جنت میں داخل نہیں ہوگا اور اگر تم گناہ نہ کرو (اور استغفار کرنا چھوڑ دو) تو اللہ ایسے لوگوں کو لے آئے گا جو گناہ کریں گے (اور استغفار کریں گے) اور اللہ ان کی مغفرت کریں گے۔

(اخرجہ البیہقی، کذا فی الترغیب: ۱۹۰/۵، بحوالہ حیاة الصحابہ: ۲/۶۹۳)

